حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی ☆

تحفظِ ختمِ نبوّت اور ہماری ذمہ داریاں

ایشیا کی عظیم دینی درسگاہ دالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی نے ۲۹۔۳۰ر نومبر اور یکم دسمبر ۲۰۱۳ء کو جنوبی افریقہ کے شہر کیپ ٹاؤن میں انٹرنیشنل ختمِ نبوّت مومنٹ اور مسلم جوڈیشل کونسل جنوبی افریقہ کے زیرِ اہتمام منعقد ہونے والی سہ روزہ عالمی ختمِ نبوّت کانفرنس میں درج ذیل خطبۂ صدارت ارشاد فرمایا۔

تحریک تحفظِ ختمِ نبوّت سے وابستہ پاکیزہ نفوس اور مقدس ہستیوں کی روشن اور مقبول عنداللہ خدمات کا ایک ایک عنوان، اب ضخیم ضخیم کتابی شکل وصورت اختیار کر کے مقبول خاص وعام ہو چکا ہے۔ ہمارے اکابر رحمہم اللہ نے اس موضوع پر جو قابلِ قدر خدمات انجام دی ہیں اور ان کی صرف فہرست تیار کی جائے تو وہ بھی ایک ضخیم کتاب بنے گی۔

ناچیز نے دار العلوم دیوبند کے شعبۂ تحفظِ ختمِ نبوّت میں ایک کتاب دیکھی جس کا نام ''مجاہدین تحفظِ ختمِ نبوّت کی قلمی سرگزشت'' ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ صرف ایک زاویے پر فہرست کتب ہے جس کی تفصیل اور شرح دیکھی جائے تو احتساب قادیانیت کے نام سے ۵۴ جلدوں پر مشتمل کتابوں کا ایک وقیع دفتر ماشاءاللہ اب تک منظر عام پر آ چکا ہے اور یہ بھی ابھی ناقص اور ادھورا ہے۔ پورا ہونے پر اس کی کتنی جلدیں ہوں گی قبل از وقت ابھی کچھ کہنا مشکل ہے۔ اسی طرح ایک مختصر سا عنوان ہے ''قادیانیت ہماری نظر میں'' اس مختصر عنوان کے تحت، قادیانیت علماء ربانی کی نظر میں، قادیانیت وکلاء کی نظر میں عدلیہ و ارباب اقتدار کی نظر میں، دانشوروں، سیاست دانوں کی نظر میں، وغیرہ وغیرہ چند زاویہ فکر ونظر پر صرف تأثراتی انداز میں جو مطبوعہ مواد ہے تو وہ بھی تقریباً ساڑھے سو صفحات پر مشتمل ہے۔ اس طرح صرف اس خاص موضوع پر فقہ وفتاویٰ کی کئی کئی ضخیم جلدیں منظر عام پر آ چکی ہیں، جس سے صرف برصغیر کے ہی نہیں بلکہ عرب وعجم کے تمام ہی علماء اور ہر مکتب فکر کے لوگ فیضیاب ہو رہے ہیں۔ تحفۂ قادیانیت کا سیٹ ضخیم جلدوں میں ہم سبھی کی نظروں سے گزرا ہوگا، قادیانی فتنہ سے متعلق جدید و قدیم پیش آمدہ مسائل پر ماشاءاللہ بھرپور معلوماتی ذخیرہ ہے۔ دنیا بھر کی مختلف عدالتی کارروائیوں پر مشتمل بیش بہا مواد کا بھی ایک معقول ذخیرہ ہے جس سے مسلم اور غیر مسلم تمام وکلاء بلا لحاظ مذہب وملت حسب ضرورت فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

میرا مقصد اس نشست میں ان خدمات کی تفصیل شمار کرانا نہیں وہ تو میری معلومات سے بھی زیادہ ہیں۔ مقصد اپنی عاجزی کا اظہار ہے کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ جس تحریک کی خدمات کا حال یہ ہو تو اس کے کس کس گوشے اور زاویے کو بحث

☆ مہتمم دار العلوم دیوبند، انڈیا

کا موضوع بنایا جائے اور بالخصوص مختصر وقت میں کس پہلو پر روشنی ڈالی جائے اور کس پہلو سے صرفِ نظر کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اکابر کی قبروں کو نور سے بھر دے کہ انہوں نے ماشاء اللہ اس موضوع پر کسی گوشے کو تشنہ نہیں چھوڑا ہے۔ اگر ہم اس دور میں ان کی متروکہ امانت کی حفاظت کر جائیں تو یہی ان شاء اللہ ہماری نجات کا ذریعہ بن جائے گا۔ **اللّٰھُمّ و وفقنا لما تحت و ترضی و اجعل آخر لنا خیراً من الاولٰی.**

حاضرینِ مجلس! برصغیر کی تاریخ میں تحریک تحفظِ ختمِ نبوّت کو چار ادوار پر تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ آپ غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ ہر دور اپنے اندر معمولی یا غیر معمولی تبدیلیوں کے ساتھ ایک مستقل تاریخ رکھتا ہے جو ایک دوسرے سے خود کو ممتاز کرتا ہے۔

(۱) پہلا دور ۱۸۸۰ء سے لے کر مرزا کے مرنے یعنی ۱۹۰۸ء تک ہے۔

(۲) دوسرا دور مرزائیت میں جانشینی اور گدی نشینی کے آغاز سے آزادی ہند و تسیم ہند و پاک تک ہے۔

(۳) تیسرا دور تقسیم کے بعد سے ۱۹۷۴ء میں بین الاقوامی سطح پر مکّہ مکرمہ میں اور اس کے کچھ ہی دنوں کے بعد پارلیمانی سطح پر پاکستان میں قادیانیوں کو کافر تسلیم کیے جانے تک ہے۔

(۴) چوتھا دور وہ ہے جو ۱۹۷۴ء کے بعد سے اب ۲۰۱۳ء تک کا ہے جس سے ہم اور آپ گزر رہے ہیں۔

مرزائیت کے جنم دن سے ہی تحفظِ ختمِ نبوّت کی تاریخ جڑی ہوئی ہے اور اس وقت دونوں اپنی عمر کے ۱۳۳ ویں منزل میں ہیں۔ بلکہ تاریخ سے بھی بھی ثابت ہے کہ ہمارے بعض بزرگوں نے اپنی فراست ایمانی سے فتنہ کی پیدائش سے پہلے ہی فتنہ کو بھانپ لیا تھا اور اس کی خطرناکی سے مسلمانوں کو باخبر کر دیا تھا۔

تحریک تحفظِ ختمِ نبوّت کا پہلا دور:

پہلے دور میں قادیانیت کا میدانِ کارزار صرف زبان اور کاغذ و قلم رہا ہے۔ چنانچہ انفرادی طور پر اس دور کے علماء حضرت مولانا محمد لدھیانوی، پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، حضرت مولانا انوار اللہ فاروقی بالخصوص مولانا محمد علی مونگیری اور دار العلوم دیوبند کے ناظمِ تعلیمات حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جیسے اکابرِ علماء کی ایک طویل فہرست ہے۔ جنہوں نے کاغذ و قلم اور زبان کے ہی میدن میں اس کے بطلان کو واضح کیا اور ہر محاذ پر انہیں شکست فاش دی۔

تحریک تحفظِ ختمِ نبوّت کا دوسرا دور:

دار العلوم دیوبند کے صدر المدرسین اور شیخ الحدیث حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے اس تحریک کو علمی استدلال

کے ساتھ ساتھ جب اہلِ علم سے جوڑا تو فتنے پر زبردست قدغن لگا۔ یہیں سے تحریک تحفظ ختمِ نبوّت کا دوسرا دور مانا جاتا ہے جس میں کاغذ و قلم کے ساتھ دارالعلوم دیوبند کے نائب مہتمم حضرت مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی صاحب، حضرت مولانا عبدالسمیع انصاری صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند، شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحب امروہوی، رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی، مدرسہ عربیہ اسلامیہ انبالہ کے صدرالمدرسین حضرت مولانا محمد سلیم صاحب دیوبندی، مولانا احمد علی لاہوری، مولانا ابوالوفاء شاہ جہان پوری، مولانا علامہ نور محمد ٹانڈوی، خطیب العصر حضرت مولانا عطاءاللہ شاہ صاحب بخاری، قادیان میں دفتر تحفظ ختمِ نبوّت کے انچارج مولانا عنایت اللہ چشتی وغیرھم جیسے اہلِ علم کا ایک قد آور طبقہ مستقل طور پر تحریک تحفظ ختمِ نبوّت سے وابستہ دکھائی دیتا ہے اور تحریک سے متعلق مختلف النوع خدمات میں اجتماعیت بھی دکھائی دیتی ہے۔ تحریک سے اہلِ علم کے وابستہ ہونے کی یہ نوعیت ہمیں پہلے دور سے کچھ مختلف دکھائی دتی ہے اور دوسرے دور میں پہلے دور کی بہ نسبت کام مستحکم اور پھیلتا ہوا نظر آتا ہے۔

تحریک تحفظ ختمِ نبوّت کا تیسرا دور:

تحریک تحفظ ختمِ نبوّت کا تیسرا دور ہندوستان کی آزادی اور تقسیم کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اہلِ علم کا یہی وہ مقدس گروہ ہے جو اس دور میں بھی زبان و قلم کے میدان میں ہمہ جہت سرگرم عمل رہا ہے۔ تحفظ ختمِ نبوّت کے استاذ الاساتذہ، فاتحِ قادیان حضرت مولانا محمد حیات صاحب رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے قادیان سے واپس پاکستان جا کر فارغ التحصیل طلبہ کے لیے ''مدرسہ تحفظ ختمِ نبوّت'' قائم فرمایا تھا وہ بھی اسی گروہ کے فرد کامل اور مردم ساز بزرگ تھے۔

حضرت علامہ کشمیریؒ کے تلامذہ، حضرت مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی، حضرت مولانا محمد یوسف بنوری، حضرت مفتی محمود صاحب، حضرت مولانا شاہ رائے پوری کے مسترشدین و متلقین حضرت مولانا لال حسین اختر، حضرت مولانا محمد علی جالندھری، حضرت مولانا سید انور نفیس الحسینی، حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب، حضرت مولانا محمد حیات صاحب کے خصوصی شاگرد اور رجال سازی کے فن میں یکتائے روزگار حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی وغیرھم (رحمہم اللہ اجمعین) اور ان جیسے اور بھی بہت سے علماء جن کا نام نوکِ زباں پر نہیں آرہا (اللہ تعالیٰ اُن حضرات کی خدمات کا صلہ دے آمین) کی علمی و استدلالی مخلصانہ محنتوں کا ہی ثمرہ ہے کہ قادیانی فتنہ کو رابطۂ عالم اسلامی نے مکّہ مکرمہ میں ربیع الاوّل ۱۳۹۴ھ مطابق اپریل ۱۹۷۴ء کی بین الاقوامی عظیم الشان کانفرنس میں بین الاقوامی سطح پر بھی اور اسی سال قادیانیت کے مرکز ثانی پاکستان میں پارلیمانی سطح پر بھی شکست و ریخت سے دوچار ہونا پڑا اور یہ مانا جاتا ہے کہ بجا طور پر اُن اکابر نے اپنے دور کے تقاضوں کے لحاظ سے تحریک ختمِ نبوّت کا حق ادا کر دیا۔ فجزاھم اللہ خیرا.

تحریک تحفظِ ختمِ نبوّت کا چوتھا دور:

اس کے بعد چوتھے دور میں جس میں ہم اور آپ ہیں قادیانی فتنہ نے پہلے سے زیادہ خطرناک چولا بدلا ہے۔ مذہبی، پارلیمانی اور عدالتی سطح پر غیر مسلم قرار دیے جانے کے باوجود قادیانیوں نے اسلام اور مسلمانوں کے نام پر اپنی توسیع واشاعت کے لیے جو جدید جائز و ناجائز طریقۂ کار وضع کیے ہیں الحمدللہ اس کے تعاقب میں ہم اب بھی پیچھے نہیں ہیں۔ ہمارے نوجوان اس میدان میں بھی بے سروسامانی کے عالم میں ہی سہی انہیں ہر طرح لاجواب کر رہے ہیں۔ قادیانیوں کا بھروسہ اپنے مادی وسائل واسباب پر ہے جبکہ اس کے مقابلے میں ہمارے جوانوں کا بھروسہ حالصتاً اپنے خدا پر ہے۔ شیطان کی سو برس کی محنت پر پانی پھیرنے کے لیے عبدرحمٰن کا ایک قطرہ آنسو کافی ہوجایا کرتا ہے۔ فللہ الحمد والشکر

اس چوتھے دور میں بھی ہمہ جہت شکست وریخت سے دوچار ہونے کے بعد مادیت کی چمک اور باطل قوتوں کے سہارے قادیانیوں نے ایک سے بڑھ کر ایک کئی خطرناک اقدامات کیے ہیں۔ جن کی حیثیت مذبوحی حرکات سے زیاد نہیں ہوسکتی۔ اُن میں سے نمونے کے طور ایک ایک اقدام یہ بھی ہے کہ مختلف ممالک میں سرکاری نصاب کی کتابوں میں پوری قوت کے ساتھ قادیانیت داخل کی جارہی ہے، اعلیٰ سطحی امتحانات میں قادیانیت کے تعلق سے سوالات داخل کتاب کیے جانے لگے ہیں۔ اسی طرح لسانیات کی صورت میں بھی یہ فتنہ اپنے ہاتھ پاؤں پھیلانے میں مصروف ہے۔ ہندوستان اور دیگر ممالک کی علاقائی زبانوں میں اپنے افراد پیدا کر کے مسلمانوں اور مقامی باشندوں کو گمراہ کرنے کی سازشیں رچی جا رہی ہیں۔

کل ہند مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت دارالعلوم دیوبند:

تقسیم ہند کے بعد قادیانیوں نے اس جذبہ کے تحت اپنی سرگرمیاں پاکستان منتقل کر لیں کہ اس نومولود ملک میں چونکہ پہلے ہی دن سے اہم اور کلیدی عہدوں پر قادیانی قابض ہیں، لہٰذا ایک نہ ایک دن وہ اس ملک کے سیاہ وسفید کے مالک بن جائیں گے۔ سب سے زیادہ خطرناک بات یہ تھی پاکستانی فوج کے اعلیٰ عہدہ داروں میں ایک دو کے علاوہ باقی سب قادیانی تھے اور ملک کا وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان متعصب قادیانی تھا۔ حکومتی دفاتر میں کلیدی عہدوں پر قادیانیوں کا تسلط تھا اور حکومت کی پالیسیوں میں ان کا پورا عمل دخل تھا۔

ایسے نازک حالات میں اس بات کا شدید خطرہ ہو چلا تھا کہ اسلام کے نام پر وجود میں آنے والا ملک قادیانی اسٹیٹ بن جائے۔ الحمدللہ بروقت علمائے دیوبند نے قادیانیت کے خلاف ایک محاذ کھڑا کر دیا۔ ملکی اور بین الاقوامی سطح پر

انہوں نے اس بے جگری سے مردانہ وار تمام مخالف حالات کا مقابلہ کیا کہ دن کی روشنی میں قادیانیوں کی آنکھوں تلے اندھیرا چھا گیا۔ چنانچہ پاکستان میں قدم قدم پر ناکامی اور مایوسی کے بعد قادیانیوں نے ایک بار پھر ہندوستان کا رخ کیا تو دارالعلوم دیوبند کے ارباب حل وعقد نے اکتوبر ۱۹۸۶ء میں ملکی سطح پر کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کی بنیاد ڈالی۔ اس ارتدادی فتنہ کے دوبارہ سر اٹھانے کو بروقت بھانپ کر ملک گیر پیمانے پر علمائے مدارس عربیہ، ذمہ داران مساجد، اور دانش وران ملک کو بیدار کیا جس سے قادیانیوں کے ناپاک عزائم خاک میں مل گئے۔

اس موقع سے بڑی ناسپاسی ہوگی اگر حضرت امیر الہند مولانا سید اسعد مدنی نور اللہ مرقدہٗ رکن مجلس شوریٰ دار العلوم دیوبند کا نام نہ لیا جائے کہ حضرت موصوف نے اپنی فراست ایمانی سے فتنہ کی ہلاکت خیزیوں کو بھانپ کر پورے ملک میں کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوّت کی شاخوں کا جال بچھا دیا، حضرت مولانا سید محمد اسماعیل کٹکی نوّر اللہ مرقدہٗ رکن مجلس شوریٰ دار العلوم دیوبند کو رجال کار کی تیاری کے لیے میدان میں اتارا، ضرورت محسوس ہوئی تو انٹرنیشنل ختم نبوّت مومنٹ کے بانی حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمہ اللہ جیسے ماہر فن اساتذہ کو دارالعلوم دیوبند میں دعوت دے کر تحفظ ختم نبوّت کی خدمات میں روح پھونک دی۔ شہید ختم نبوّت حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت، مجلس احرارِ اسلام پاکستان اور دیگر تنظیموں کے ذمہ داران سے رابطہ کے نتیجہ میں بروقت ملک میں رد قادیانیت کے موضوع پر لٹریچر اور کتابوں کی کمی کا احساس نہیں ہونے دیا۔

آج اللہ کا شکر ہے کہ زمینی سطح پر ملک کے گوشے گوشے میں ایک قادیانی کے پیچھے دس مسلمان ملے گا۔ یہی وجہ ہے کہ پہلے سے زیادہ فتنہ سامانی اور یہود ونصاریٰ کی حمایت واعانت کے باوجود قادیانی اپنے گھروندے میں گھسے دھول چاٹ رہے ہیں۔ کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوّت اور اس کی شاخوں کی جانب سے ہر سال چھوٹے بڑے تربیتی کیمپ ملک کے مختلف علاقوں میں منعقد کیے جاتے ہیں، اجلاسہائے عام اور دنش وران ملک کو جوڑ کر میٹنگوں کا بھی مسلسل سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اردو، ہندی اور مقامی زبانوں دارالعلوم دیوبند کا طرۂ امتیاز رہا ہے افراد سازی اور رجال کار کی فراہمی۔ الحمد للہ دارالعلوم دیوبند کے مقصد تاسیس اور حضرات اکابر کے طرزِ عمل کے مطابق آج بھی کل ہند مجلس اس میدان سرگرم عمل ہے۔ اسی مقصد سے باضابطہ شعبۂ تحفظ ختم نبوّت کا قیام عمل میں لایا گیا جس میں ہر سال پانچ طلبہ سالانہ نصاب کی تکمیل کے لیے منتخب ہوتے ہیں جبکہ اس کے سہ ماہی کورس سے دارالعلوم میں تین ماہ مقیم رہ کر دیگر مدارس کے وہ اساتذہ فائدہ اٹھاتے ہیں جن کے پاس وقت کی قلت ہوتی ہے ایسے اساتذہ کی تعداد بھی ہر سال اوسطاً پانچ سے دس تک ہو جاتی ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے ساتھ مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور اور حیدر آباد وغیرہ میں بھی مستقل طور پر تحفظ ختم نبوّت کا شعبہ قائم ہے جس میں

دیگر تکمیلات کی طرح اس شعبے میں باضابطہ داخلہ لیا جاتا اور تعلیم و تربیت کا بندوبست کیا جاتا ہے۔

اسی طرح رجال کار کی تیاری کے باب میں دارالعلوم دیوبند کی چہار دیواری سے باہر مدارس عربیہ اور سکولوں و کالجوں کے طلبہ پر مشتمل جو سہ روزہ یا پانچ روزہ تربیتی کیمپ منعقد کیے جاتے ہیں وہ اپنی جگہ، اب خود دارالعلوم کی چہار دیواری میں ہر سال ماہ شعبان میں پانچ روزہ تربیتی کیمپ منعقد کیا جاتا ہے جس کی پندرہ نشستیں ہوتی ہیں اور اس کے تمام تر مصارف مجلس شوریٰ کی ہدایت کے مطابق دارالعلوم برداشت کرتا ہے۔ اس کیمپ میں ملک کے مختلف صوبوں کے صرف فضلاءِ مدارس عربیہ، میدان میں کام کرنے والا افراد، صحافی اور کالج وغیرہ کے منتخب طلباء شریک ہوتے ہیں۔ جس سے ہر زبان اور ہر موضوع کے افراد تیار ہوتے رہتے ہیں۔ اس کی پچیس سالہ مختصر سی روداد جو ابھی شائع ہوئی ہے وہ ۲۷ صفحات پر مشتمل ہے۔

قادیانی، مسلمانوں کے نام پر اور مسلمانوں کی شکل وصورت میں حج کے لیے بھی جاتے ہیں اور ادھر کچھ دنوں سے قادیانیوں نے مرکز اسلام مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں بھی اپنی ناپاک ریشہ دوانیاں شروع کردی ہیں۔ کل ہند مجلس تحفظ ختمِ نبوّت دارالعلوم دیوبند اپنی بساط کے مطابق اس میدان میں بھی سرگرم عمل ہے، صوبائی حج کمیٹیوں سے لے کر مرکزی حج کمیٹی کے ذمہ داران سے قادیانیوں کو سفر بیت اللہ سے روکنے کے لیے رابطہ جاری ہے۔ اور سرزمین حجاز میں قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں سے حکام کو بھی باخبر کیا جاتا رہا ہے۔ اللہ نے چاہا تو اس میدان میں بھی قادیانیوں کا منصوبہ خاک میں مل جائے گا۔ الحمدللہ عالمی سطح پر کام کرنے والی تنظیمیں اس میدان میں بھی قادیانیوں کا بھرپور تعاقب کر رہی ہیں (جیسا کہ ہمارے سے پیشرو مقررین اور مقالہ نگاروں نے اس کی تفصیلات پیش کی ہیں)

خلاصۂ کلام:

اہل علم اور موضوع کے تعلق سے عالمی سطح کے ذمہ داران کا مجمع یہاں جمع ہے اس مناسبت سے اگر یہ عرض کرتا چلوں تو میں سمجھتا ہوں کہ بے جا نہ ہوگا کہ حالات حاضرہ کے تناظر میں تحریک تحفظ ختمِ نبوّت کو تعلیم سے کماحقہٗ جوڑنے بھی بھی ضرورت ہے۔

تحریک تحفظ ختمِ نبوت کو اب رائج نصابی تعلیم سے جوڑا جائے، مدارس میں رائج نصاب کا جزو بنایا جائے اور اس کے لیے امکانی طریقۂ کار پر غور کیا جائے۔ اگر کوئی ممکن شکل نکل سکتی ہے تو اس کو عملی مشق میں لایا جائے۔ اگر فی الفور رائج نصاب کا جزو بنانا مشکل نظر آتا ہے تو ایک دوسری شکل یہ بھی ہوسکتی ہے کہ اس کا مستقل نصاب وضع کیا جائے۔ علاقائی وہ بڑے مدارس جو اس کے متحمل ہوں اُن کو تو اس نصاب کو اپنانے میں تو کوئی حرج نہیں ہونا چاہیے۔ یہ نصاب اپنے اندر کسی

صلاحیت رکھنے والا بھی وضع ہوسکتا ہے جو ہر زاویے سے فتنے کا توڑ پیدا کر سکے۔ ورنہ کم از کم اگر کمزور درجے کا بھی مستقل نصاب وجود میں آیا تو وہ آئندہ آہستہ آہستہ دیگر تقاضوں کی تکمیل کے راستے خودبخود کھولے گا۔

نصاب کے وجود میں آنے سے جہاں افراد سازی اور رجال کار کی تیاری میں مدد ملے گی، تحریک کی آبیاری کے بھی مناسب اسباب پیدا ہوں گے اور اس کے اندر تحریک کی خود کفالتی کی قوت بھی پیدا ہوگی۔ اس لیے ضروری ہے کہ اس شعبے کو علمی دھارے سے جوڑ کر اس دورِ حاضر کے تقاضوں کی تکمیل کی وہ صلاحیت پید کردی جائے جس سے مقصد کو دوام حاصل ہو، حالات کے بدلتے دھاروں میں بھی اُمید افزا نتائج نکلتے رہیں۔

دوسری ضرورت یہ بھی محسوس ہوتی ہے کہ پورے عالم میں فتنۂ قادیانیت کا مقابلہ کرنے والی تنظیمیں، جماعتیں اور ادارے ایک دوسرے کی سرگرمیوں سے واقف ہوں، موضوع کے تعلق سے اپنی معلومات کا تبادلہ کریں اور ایک دوسرے کے تجربات سے فائدہ اٹھائیں۔ بلاشبہ عالمی اور علاقائی سطح پر فتنۂ قادیانیت کے خلاف جو خدمات انجام دی جا رہی ہیں وہ قابلِ قدر اور نفع بخش ہیں اور اس کا فائدہ ملتِ اسلامیہ کو ہو رہا ہے لیکن ان سب کے اتحاد سے ملتِ اسلامیہ کو جو فائدہ پہنچ سکتا ہے ابھی اس میں کمی ہے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض رکھنے والوں کا حشر!

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کل قیامت کے دن تمام انسانوں کو میدانِ حشر میں جمع کیا جائے گا۔ پھر اُن میں سے چُن چُن کر اُن لوگوں کو اکٹھا کیا جائے گا، جو میرے صحابہ پر بہتان تراشتے ہیں اور اپنے دلوں میں اُن کے خلاف بغض رکھتے ہیں۔ پھر ان سب کو جہنم کی طرف دھکیل دیا جائے گا۔'' (کنزالعمال)